مشاہدات-1018

ابو سعید حنیف احمد محمود-برطانیہ

۞۞۞ تقریر ۞۞۞

تقریر بابت نماز

وقت5-7منٹ

# "اگر نوحؑ کے وقت میں یہ نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی"

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (العنکبوت:46)

مُنکر و فحشا سے انساں کو بچاتی ہے نماز
رحمتیں اور برکتیں ہمراہ لاتی ہے نماز
اِبتدا سے اِنتہا تک ہے سراسر یہ دُعا
آدمی کو حق تعالیٰ سے مِلاتی ہے نماز
رُوح جب ہوتی ہے حاضر پیشِ رَبُّ العالَمین
کیسی کیسی پھر مُناجاتیں سکھاتی ہے نماز

**سامعین کرام!** مجھے آج آپ حاضرین کے سامنے ایک حدیث "اگر نوحؑ کے وقت میں یہ نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی" پر روشنی ڈالنی ہے۔ حدیث کے یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"نماز ایسی شئ ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جُھک پڑتا ہے۔ نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ مَیں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے۔ اگر طبیعت میں قبض اور بدمزگی ہو تو اس کے لئے بھی دعا ہی کرنی چاہیئے کہ الٰہی! تُو ہی اُسے دُور کر اور لذّت اور نور نازل فرما۔ جس گھر میں اِس قسم کی نماز ہو گی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہو گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوحؑ کے وقت میں یہ نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی۔"

(ملفوظات جلد6 صفحہ 421-422)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس ارشاد کا اگر گہرائی سے محاکمہ کریں تو دو باتیں اُبھر کر سامنے آتی ہیں۔ نمبر 1 نماز کی اہمیت و برکات اور اُس کے انعامات اور دوم حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب آنے کی وجوہات اور اُن کو دور کرنے میں نماز کا کردار۔

**سامعین!** مَیں اپنی تقریر میں اِن دونوں امور کو ترتیب کے ساتھ لے کر آگے بڑھتا ہوں۔

جہاں تک نماز کا تعلق ہے اِس کے متعلق قرآن و حدیث کے علاوہ آج کے دَور کے مصلحِ اعظم حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء نے بہت سے زاویوں سے اِس کی اہمیت پر توجہ دلائی ہے۔ جہاں تک نماز کی ادائیگی کا تعلق ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ آیت 178 میں ایسی نیکی قرار دیا ہے جس کو جو بھی اپنائے گا وہ صادق اور متقی ہو گا۔ آج کے مضمون کی مناسبت سے جو آیت قرآن کریم سے خاکسار نے لی ہے اُس کی تلاوت مَیں آغاز پر کر آیا ہوں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"تُو کتاب میں سے، جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے، پڑھ کر سنا اور **نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔** اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اِسی مضمون کو قرآن کریم میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو نصائح کے ذیل میں تعارف سورۃ لقمان میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس کے بعد قیامِ صلوٰۃ کا وہ مرکزی حکم دیا گیا جو سورۃ البقرۃ کے احکام میں سب سے پہلا حکم ہے۔ مومن کی زندگی کا انحصار سراسر قیامِ صلوٰۃ پر ہی ہے اور امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کی توفیق قیامِ صلوٰۃ ہی کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ لیکن انسان کا یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ اُسے نیکی کی ہر توفیق اللہ ہی کی طرف سے ملتی ہے، وہ دوسرے انسانوں پر چھوٹی چھوٹی فضیلتوں کے نتیجہ میں فخر سے اپنے گلّے پُھلانے لگتا ہے۔ پس اس کو عجز کی تعلیم دی گئی کہ زمین میں انکساری کے ساتھ چلو اور اپنی آواز کو بھی دھیمار کھو۔" (اُردو ترجمہ صفحہ 710)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اور مشرک وکفر میں فرق ترکِ صلوٰۃ ہے۔

(مسلم کتاب الایمان)

پھر فرمایا کہ آخری روز اللہ تعالیٰ کے بندے سے اُس کے اعمال نامہ کا حساب جو لیا جائے گا۔ اُس کا آغاز نماز کے متعلق سوال سے کیا جائے گا۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

نماز تو انسان کو ایسے پاک کر دیتی ہے کہ اُس نے گویا کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ اس ضمن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر مومن کو سمجھایا کہ ایک نہر میں روزانہ پانچ دفعہ نہانے سے اُس کے جسم پر میل کچیل نہیں رہتی تو اِسی طرح پنجوقتہ نماز کی روحانی نہر میں روحانی غسل لینے سے اُس کے روحانی جسم کی تمام میل کچیل ختم ہو جاتی ہے۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ)

**سامعین!** مَیں آپ کے سامنے ایسی روایات رکھ رہا ہوں جن میں انسان کے پاک وصاف ہونے کا ذکر مِلتا ہے۔ اگر انسان نماز کے ذریعہ پاک وصاف ہو جائے تو پھر حضرت نوحؑ کی قوم جیسے عذاب سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے شکایت کی کہ مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے مجھے سزا دیجئے۔ چونکہ وہ نماز کا وقت تھا اُس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد اُس شخص نے ایک بار پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سزا کا مطالبہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا۔ تمہارا ہمارے ساتھ نماز پڑھنے کی نیکی سے تجھے بخش دیا گیا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث:192)

**سامعین!** نماز کی ادائیگی کا ثواب تو الگ رہا۔ انسان کی ایک نماز کی ادائیگی کے بعد اگلی نماز کی باجماعت ادا کرنے کی نیت اور اُس کے لئے انتظار کو بھی گناہوں کی معافی کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ مسجد کی طرف جاتے ایک قدم اُٹھانے سے ایک بدی دُور ہوتی اور دوسرے قدم سے ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے۔ یعنی درجہ بڑھتا ہے۔

(مسلم کتاب المساجد)

حتّٰی کہ وضو کرنے کے متعلق روایت ہے کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضوء کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے ہر وہ خطا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتی ہے جو اُس نے اپنی آنکھوں سے کی ہوتی ہے اور جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو وہ ساری خطائیں جو اُس نے اپنے ہاتھوں سے کی تھیں پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتی ہیں اور جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ وہ ساری خطائیں نکل جاتی ہیں جن کی طرف اُس کے پاؤں چل کر گئے تھے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔"

(حدیقۃ الصالحین حدیث:200)

حضرت مسیح موعودؑ نماز کے ذریعہ طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

"ان مشکلات اور تکالیف پر فتح پانے کے لئے ایک کامل اور خطانہ کرنے والا نسخہ موجود ہے جو کروڑ ہا راستبازوں کا تجربہ کردہ ہے۔ وہ کیا؟۔ وہ وہی نسخہ ہے جس کو نماز کہتے ہیں۔ نماز کیا ہے؟ ایک قسم کی دُعا ہے جو انسان کو تمام بُرائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حَسَنات کا مستحق اور انعامِ الٰہیہ کا مورد بنا دیتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 20)

**پیارے بھائیو!** اب دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کئے ہوئے حقیقی سجدے اور بالذّت نماز اگر حضرت نوح علیہ السلام اور آپؑ کی قوم کو ملی ہوتی تو وہ کبھی تباہ نہ ہوتے۔ اِس کے لئے بھی قرآن کریم کا ہی سہارا لینا پڑے گا کہ اوّل قومِ نوح اپنی کن غلطیوں کی وجہ سے عذابِ الٰہی کا مورد بنی۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء آیت 74 میں تو فرمایا ہے کہ تمام انبیاء کو قیامِ نماز کا حکم دیا گیا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"ہم نے انہیں ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور ہم انہیں اچھی باتیں کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کرتے تھے۔ اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مقامات پر بنی اسرائیل سے نماز کی ادائیگی کا عہد لیا ہے اوّل تو سورۃ المائدہ آیت 13 اور دوم سورۃ یونس آیت 88 میں۔ بنی اسرائیل کی نمازوں کی ادائیگی کا جہاں تک ذکر ہے اِس کے لئے اِن کی یہ سعی بھی تھی کہ انہوں نے اپنے تمام گھروں کی تعمیر قبلہ رُخ کی تھی تاوہ نماز ادا کر سکیں۔ اِن آیات سے کہا جاسکتا تھا کہ حضرت نوحؑ کو اور آپؑ کی قوم کو لازماً نماز کا حکم دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشوریٰ آیت 14 میں بڑا واضح طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہم نے جو دینی تعلیم تجھے دی ہے وہ کسی نہ کسی رنگ میں حضرت نوحؑ اور پھر حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو دی تھی۔ ان احکامات میں اللہ تعالیٰ کی عبادات تو لازمی شامل ہوں گی گو وہ اُس نماز سے مختلف ہو جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ نے ادا فرمائی۔ لیکن قوم نوحؑ نے تکبّر اور گستاخی اور رعونت سے کام لیا اور اِس قوم نے عبادتِ الٰہی کا وہ حق ادا نہیں کیا۔ اگر اسلام والی نماز ان پر نازل ہوئی ہوتی اور صحابہؓ سے نمونہ کے ساتھ وہ نمازیں ادا کرتے تو کبھی ہلاک نہ ہوتے۔ اِس نافرمانی کے پیشِ نظر حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور بیٹے سمیت قوم ہلاک ہوگئی اور وہ لوگ بچائے گئے جو حضرت نوحؑ پر ایمان لائے تھے اور کشتی میں حضرت نوحؑ کے ساتھ سوار تھے۔ آج کے دَور کے مصلح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک کشتی بنائی۔ جو بھی آپؑ کے حکموں پر چلے گا نمازیں ادا کرے گا وہ محفوظ کر لیا جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ایک ایسی قوم تھی جو غرور، تکبّر، رعونت اور فرعونیت میں اس حد تک آگے بڑھ گئی تھی کہ انہوں نے خود عذاب کا مطالبہ کر دیا۔ (سورۃ ھود: 33) اور حضرت نوحؑ کو اس حد تک تنگ کیا کہ آپؑ نے اِن کے خلاف عذاب کی دُعا کر دی۔ (سورۃ نوح: 22-25)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز کو خدا تعالیٰ سے ملانے کے ذریعے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَرْكَبٌ يُوْصِلُ الْعَبْدَ إِلٰى رَبِّ الْعِبَادِ"

کہ نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندہ کو پروردگارِ عالَم تک پہنچاتی ہے۔

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 166)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِسی مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔ اِس لئے کہا گیا نماز مومن کی معراج ہے۔ اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاءُ اللہ، راست باز، اَبدال، قطب گزرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اِسی نماز کے ذریعہ سے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں... میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اِس مقام اور درجہ پر پہنچتا ہے تو اُس کے لئے اکمل اتم لذّت نماز ہی ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 310)

پھر فرماتے ہیں کہ

"نماز خدا کا حق ہے اِسے خوب ادا کرو... وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو... یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 371)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"دعا وہ اِکسیر ہے جو ایک مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ میں بھی گرتی ہے اور اسی کی ظِلّ وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لیے ہر ایک مصیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے اور اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبّتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جُھک آتی ہے اور خدا کے لیے ہو جاتی ہے اور اُس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے تئیں بکُلّی کھو دیتی ہے اور اپنے نقشِ وجود کو مٹا دیتی ہے یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 223، 224)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جہاں تلاوت کرنے کا حکم ہے، اس پیغام کو پہنچانے کا حکم ہے وہاں ساتھ ہی فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃ کہ نماز قائم کر کیونکہ اس کو تمام لوازمات کے ساتھ قائم کرنا اور خالص ہو کر پڑھنا، پاک کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ یہ قرآن جو تزکیہ کرنے کی تعلیم سے پُر ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق خدا کی مدد سے ملے گی۔ پس جب ایک مومن بندہ خالص ہو کر اس کے آگے جھکے گا اور اس پر اس تعلیم کا اثر ہو گا اور برائیوں سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہو گا اور پھر خالص ہو کر ادا کی گئی نمازیں بعد میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زبانوں کو تر رکھنے کی طرف توجہ دلائیں گی تو ایسا شخص یقیناً اپنے نفس کا تزکیہ کرنے والا ہو گا۔

پس نماز کی طرف توجہ ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ لیکن کس طرح؟ کیا صرف ایک دو نمازیں؟ نہیں، بلکہ پانچ وقت کی نمازیں۔ اگر یہ نہیں تو عبادت کے معیار حاصل کرنے کا ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے۔ پھلوں سے ملنے کے لئے ابھی بہت محنت کی ضرورت ہے۔ پانچ فرض نمازیں تو وہ سنگ میل ہے جہاں سے معیاروں کے حصول کا سفر شروع ہونا ہے۔ پانچ نمازیں تو نیکی کا وہ بیج ہے جس نے پھلدار درخت بننا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 15/ جنوری 2008ء)

**سامعین!** حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز کی فضیلت اور فرضیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

”ایک حقیقی مومن کے لئے صرف نماز ہی ضروری نہیں ہے جس سے اس کا روحانی مَیل کچیل دُور ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں پانچ بار روزانہ نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یقیناً کوئی میل نہیں رہے گی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ معاف کرتا اور کمزوریاں دور کرتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاۃ)۔ پانچ نمازیں پڑھنے والے کی روح پر کوئی مَیل نہیں رہتی۔ پس یہ ہے نماز کی اہمیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوبصورت مثال کے ذریعہ بیان فرمائی ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا صرف نماز پڑھنے کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ حقیقی مومن مردوں کو اس روح کی مَیل اُتارنے کے لئے مزید وضاحت فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے گھر سے وضو کیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد کی طرف گیا تا کہ وہاں فرض نماز ادا کرے تو مسجد کی طرف جاتے ہوئے جتنے قدم اس نے اٹھائے اُن میں سے اگر ایک قدم سے اس کا ایک گناہ معاف ہو گا تو دوسرے قدم سے اس کا ایک درجہ بلند ہو گا۔ یعنی ہر قدم ہی اسے ثواب دینے والا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد)

پھر ایک موقع پر باجماعت نماز کی اہمیت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا کہ کیا مَیں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جو ہر وقت اس بات کے لئے بے چین تھے کہ ہمیں کب کوئی موقع ملے اور ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، اس کو راضی کرنے کے طریقے سیکھیں، اس کا قرب حاصل کریں، اپنے گناہوں سے دوریاں پیدا کریں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ گناہوں سے دُوریاں پیدا کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اتنا ہی نہیں یہ ایک قسم کا رباط ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الطھارۃ)۔ یعنی سرحد پر چھاؤنیاں قائم کرنے کے برابر ہے۔ جس طرح ملک اپنی حفاظت کے لئے سرحدوں پر چھاؤنیاں بناتے ہیں، فوجیں رکھتے ہیں یہ اِسی طرح ہے۔ سرحدوں پر چھاؤنیاں کیوں قائم کی جاتی ہیں؟ جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے ملک کی حفاظت کے لئے۔ اس لئے تا کہ دشمن کے حملے سے محفوظ رہا جائے اور حملے کی صورت میں فوراً مقابلے کے لئے تیار ہوا جا سکے۔ پس ایک مومن کو سب سے بڑا خطرہ جس سے بچنے کے لئے اُس کو ضرورت ہے، جس کے بچنے کے لئے چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ خطرہ شیطان کا ہے۔ دنیاوی خواہشات کا خطرہ ہے جو شیطان دل میں پیدا کرتا ہے۔ ان کے ذریعہ سے شیطان حملہ کرتا ہے۔ پس ان سے بچنے کے لئے نماز باجماعت کی چھاؤنی ہے۔ یہی محافظوں کا دستہ ہے جو شیطان کے حملوں سے بچائے گا۔ گناہوں سے انسان بچے گا اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہو گی... اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان کے بعد قیام نماز کا حکم دیا ہے۔ پس ہر احمدی مرد کو بھی، عورت کو بھی، اپنی نمازوں کی حفاظت اور مردوں کو خاص طور پر باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ 20؍ جنوری 2017ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)